آسان عروض اور شاعری کی بنیادی باتیں

سرور عالم راز سرورؔ

سبق ۔۲

2.1: ابتدائیہ

آسان عروض اور شاعری کی بنیادی باتوں پر مضامین کے اس سلسلہ کے پہلی قسط میں کئی اصطلاحات کی تعریف اور وضاحت دی گئی تھی۔ زیر نظر قسط میں چند اور اصطلاحات پیش کی جا رہی ہیں۔ یہ سب وہ اصطلاحات ہیں جن کا استعمال مضامین میں آگے کیا جائے گا۔ جیسا کہ سبھی جانتے ہیں، اُردو شاعری کی بہت سی قسمیں رائج ہیں۔ اپنی آسانی کے لئے ہم ان کو دو موٹی موٹی قسموں میں بانٹ سکتے ہیں:

(۱) پابند شاعری (paaband shaa,irée): جس کو ہم :روایتی شاعری: بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس کی سب سے زیادہ پسندیدہ اور عام قسم غزل ہے۔ پابند شاعری چند اصولوں کی پابند ہوتی ہے اور اس میں کچھ چیزوں کا ہونا ضروری ہے جیسے: وزن (wazn)، بحر (beHr)، قافیہ (qaafiyah) اور َردیف (radeef)۔ ایسی شاعری کو :کلامِ موزوں: بھی کہتے ہیں یعنی: وہ کلام جو وزن میں ہو:۔ وزن، قافیہ وغیرہ کی تفصیل بھی آئندہ سطروں میں دی جائے گی۔ پابند شاعری کی دوسری قسمیں پابند نظم، قطعہ، مرثیہ، قصیدہ، مستزاد، ترکیب بند، ترجیع بند وغیرہ ہیں لیکن ہماری اصطلاحات کی تعریف کے لئے ان کا بیان ضروری نہیں ہے چنانچہ انھیں کسی دوسرے مناسب موقع پر سمجھایا جائے گا۔ یہاں یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غزل کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو :ردیف: کی پابندی سے آزاد ہوتی ہے یعنی جس میں :ردیف: نہیں لائی جاتی ہے۔ اس کا ذکر :ردیف: کی تعریف کے دوران کیا جائے گا۔

(۲) آزاد (یا جدید) شاعری (aazaad shaa,i'ree): شاعری کی یہ قسم اُردو میں پچھلے پچاس ساٹھ سال کے دوران دوسری زبانوں کے اثر سے رائج ہوئی ہے۔ بیان کی آسانی کے لئے اس گروہ میں آزاد نظم، نثری نظم، غزلِ معرّیٰ، دوہے (یہ ہندی سے لئے گئے ہیں)، ہائیکو (یہ جاپانی زبان کے زیر اثر اُردو میں

رائج ہوئی ہے) وغیرہ کو شمار کیا جاسکتا ہے۔ یہاں چونکہ ہماری بنیادی گفتگو عروض اور شاعری کے رموز سے ہے اس لئے: آزاد شاعری: پر تفصیل سے بات نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ بحث ہم کو اپنے موضوع سے دُور لے جائے گی اور گفتگو میں الجھن پیدا کرے گی۔ صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ یہ اصناف اپنی ظاہری شکل میں پابند شاعری سے مختلف بھی ہوسکتی ہیں لیکن اس کے باوجود تقریباً سب ہی روایتی شاعری کے بنیادی اصولوں کی پابند ہیں۔

2.2 : غزل اور اس کی بنیادی اصطلاحات

آسانی کے پیش نظر ہم غزل کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کریں گے۔ غزل کے حوالہ سے جو چند اصطلاحات یہاں بیان کی جائیں گی ان کی وضاحت کے لئے نیچے مومن خاں مومنؔ دہلوی کی ایک غزل لکھی جاتی ہے:

(۱) تم بھی رہنے لگے خفا صاحب — کہیں سایہ مرا پڑا صاحب
(۲) ہے یہ بندہ ہی بے وفا صاحب — غیر اور تم بھلے ! بھلا صاحب
(۳) کیوں الجھتے ہو جنبش لب سے — خیر ہے، میں نے کیا کہا صاحب
(۴) دمِ آخر بھی تم نہیں آئے — بندگی اب کہ میں چلا صاحب
(۵) کس پہ بگڑے تھے، کس پہ غصہ تھا — رات تم کس پہ تھے خفا صاحب
(۶) کس کو دیتے تھے گالیاں لاکھوں — کس کا شب ذکر خیر تھا صاحب
(۷) نامِ عشقِ بتاں نہ لو مومنؔ — کیجیے اب خدا خدا صاحب

یوں تو غزل سے بیشتر لوگ اچھی طرح واقف ہیں، پھر بھی یہاں بات مکمل کرنے کے لئے چند باتیں دُہرائی جارہی ہیں۔ جو لوگ شاعری میں بالکل نئے ہیں یا اس کی بنیادی باتیں نہیں جانتے ہیں انھیں اس تفصیل سے فائدہ ہوسکتا ہے:

(۱) اس غزل میں سات: اشعار: (:شعر: کی جمع) ہیں اور ہر شعر میں دو: مصرعے: (سطریں

یالائنیں) ہیں۔گویاغزل کے ایک شعر کی تکمیل کے لئے دومصرعوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۲) غزل کا ہر شعر ایک منفرد اِکائی ہے یعنی وہ اپنے مطلب کو ادا کرنے کے لئے کسی اور شعر کا محتاج نہیں ہے۔دوسرے الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ غزل میں یکے بعد دیگرے آنے والے دو شعروں میں ایک دوسرے سے معنی کے لحاظ سے ربط ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۳) غزل کا ہر مصرع ایک ہی :لمبائی: کا ہے۔ اس کو شاعری کی زبان میں یوں کہیں گے کہ :ہر مصرع ایک ہی 'وزن' کا ہے:کہیں ایک حرف گھٹا یا بڑھا دیجیے تو وہ مصرع: وزن سے خارج: ہو جاتا ہے یعنی اس کی روانی میں فرق آجاتا ہے، ادائیگی میں زبان ٹھٹکتی ہے اور وہ دوسرے مصرعوں سے ہم آہنگ نہیں رہ جاتا ہے۔یہ نقص غزل میں مطلق ناقابل قبول ہے۔مثال کے طور پر مومنؔ کی غزل کا پہلا شعر لیجئے اور اس کے دوسرے مصرع کا ایک لفظ اِدھر سے اُدھر کر دیجئے:

تم بھی رہنے لگے خفا صاحب کہیں مرا سایہ پڑا صاحب

صاف ظاہر ہے کہ دوسرا مصرع ناقص ہے اور اس کی ادائیگی میں وہ زیروبم rhythm اور روانی نہیں ہے جو دوسرے مصرعوں میں ہے۔یعنی پہلا مصرع تو اب بھی :موزوں: (وزن میں) ہے لیکن دوسرا :ناموزوں: (بے وزن یا وزن سے خارج) ہو گیا ہے۔(دیکھئے سبق۔ا میں :کلامِ مَوزُوں:)

اب آپ اوپر دی ہوئی شاعری کی کچھ اور اصطلاحات کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

(ا) ردیف (radeef): وہ لفظ، فقرہ یا ترکیب جو عام طور سے غزل کے پہلے شعر کے دونوں مصرعوں کے آخر میں اور لازمی طور پر ہر شعر کے دوسرے مصرع کے آخر میں آتا ہے:ردیف: کہلاتا ہے۔مومنؔ کی غزل کی ردیف :صاحب: ہے۔ وہ غزل جس کے شعروں میں ردیف استعمال کی جائے :مردّف: muraddaf کہلاتی ہے۔غزل میں ردیف کا استعمال ضروری نہیں ہے حالانکہ بیشتر شعراء اس کی پابندی کرتے ہیں۔ایسی غزل جس میں ردیف کا اہتمام نہ کیا گیا ہو:غیر مُردّف: ghair muraddaf کہلاتی ہے۔مثال درج ذیل ہے:

یہ صبح و شام کی الجھن، یہ روز و شب کی یاد سناؤں کیا تمہیں افسانۂ دلِ برباد

جو یاد آئے تو دل ڈوب ڈوب جاتا ہے جو اُس کو بھولنا چاہوں تو اور آئے یاد
میں خود کو ڈھونڈنے نکلا تو راستہ نہ ملا دلیل راہ نظر تھی سو بے بنیاد
خیال وخواب کی دنیا ہے اور میں سروؔر امید داد ہے مجھ کو نہ شکوہء بیداد
(سرور عالم راز سروؔر)

اس غزل میں ردیف نہیں ہے اور ہر شعر کے دوسرے مصرع کا آخری لفظ: ہم آہنگ: (rhyming) ہے (یاد، برباد، بنیاد)۔ ایسے لفظ کو شعر کا: قافیہ: کہتے ہیں۔

(۲) قافیہ qaafiyah : وہ لفظ، فقرہ یا ترکیب جو ردیف سے فوراً پہلے آتا ہے: قافیہ: کہلاتا ہے۔ مومؔن کی غزل کے قافیے: خفا، بھلا، بڑا: وغیرہ ہیں اور سروؔر کی غزل کے قوافی (قافیہ کی جمع): برباد، یاد، بنیاد: وغیرہ ہیں۔ ایسے ہم آہنگ الفاظ: ہم قافیہ: ham-qaafiyah کہلاتے ہیں۔ اوپر دی ہوئی مومؔن کی غزل میں: خفا، پڑا، بھلا، چلا، خدا: وغیرہ ہم قافیہ الفاظ ہیں۔

(۳) مطلع (طلوع ہونے کی جگہ) mat^la' : غزل کے پہلے شعر کو: مطلع: کہتے ہیں کیونکہ یہاں سے غزل شروع ہوتی ہے۔ اوپر کہا جا چکا ہے کہ مُردّف غزلوں میں مطلع کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف کا ہونا ضروری ہے۔ گویا ایسی غزلوں میں مطلع کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ان میں ردیف بھی باندھی جاتی ہے۔ غیر مُردّف غزلوں میں مطلع کے دونوں مصرعوں میں قافیہ کے استعمال سے یہ شرط پوری ہو جاتی ہے۔

مطلع کے علاوہ دوسرے سب اشعار کے پہلے مصرعے قافیہ کے پابند نہیں ہوتے ہیں، البتہ سب دوسرے نمبر کے مصرعوں کا قافیہ کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ شعر کے دوسرے نمبر کے مصرع کو: مصرعِ ثانی: کہتے ہیں۔ غزل میں ایک سے زیادہ مطلع ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں پہلے مطلع کو: مطلعِ اوّل: یا: مطلعِ اُولٰی: اور دوسرے مطلع کو: مطلعِ ثانی: یا: حسنِ مطلع: کہتے ہیں۔ مومؔن کی غزل میں پہلا شعر: مطلع: ہے اور دوسرا شعر: مطلعِ ثانی:۔

(۴) مقطع (ختم ہونے کی جگہ) maqt^a' : غزل کے آخری شعر کو مقطع کہتے ہیں کیونکہ یہاں

آ کر غزل ختم ہو جاتی ہے۔عموماً شاعر مقطع میں اپنا :تخلص: (فرضی شاعرانہ نام) ڈال دیتے ہیں اور اس طرح غزل کی شناخت قائم ہو جاتی ہے۔تخلص کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(۵) زمین zameen : ردیف اور قافیہ کو ملا کر غزل کی شناخت کے لئے ایک اور اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جس کو :زمین: کہتے ہیں۔عام طور پر کسی غزل کی زمین اس کے مطلع سے لی جاتی ہے۔جیسے اوپر دی ہوئی مومنؔ کی غزل کی :زمین: ہے :خفا صاحب، بڑا صاحب:۔ اسی طرح مرزا غالبؔ کی غزل:

دل ناداں تجھے ہُوا کیا ہے　　　　آخر اس درد کی دوا کیا ہے

کی زمین : ہُوا کیا ہے، دَوا کیا ہے: کہی جائے گی۔

(۶) تخلص taKhalluS : عام طور سے شاعر اپنے اصلی نام کے ساتھ ایک چھوٹا سا فرضی نام بھی اختیار کر لیتے ہیں اور اس کو اپنی غزل کے آخری شعر میں باندھ کر گویا اس پر اپنا :ٹھپّا: لگا دیتے ہیں۔اس مختصر نام کو :تخلص: کہا جاتا ہے۔تخلص کچھ بھی ہوسکتا ہے۔بعض شاعر اپنے نام کو ہی بطور تخلص لکھتے ہیں اور بعض اپنی پسند کا کوئی اور نام رکھ لیتے ہیں۔جیسے مرزا اسداللہ خاں نام اور غالبؔ تخلص، شوکت علی خاں نام اور فانیؔ تخلص، محمدؐ اقبال نام اور اقبالؔ تخلص، مومن خاں نام اور مومنؔ تخلص۔کچھ شاعر دو تخلص بھی اختیار کرتے ہیں۔جیسے کلیم احمدؐ نام اور کلیم اور عاجزؔ دونوں تخلص۔بعض شاعر جو دو مختلف زبانوں میں شعر کہتے ہیں وہ دونوں میں مختلف تخلص باندھتے ہیں۔ مثال کے طور پر عنبر شاہ خاں فارسی میں عنبرؔ اور اُردو میں آشفتہؔ تخلص کرتے تھے، نواب مصطفےٰ خاں کا فارسی میں حسرتیؔ اور اُردو میں شیفتہؔ تخلص تھا اور حسین علی خاں (شاگردِ غالبؔ) فارسی میں خیالیؔ اور اُردو میں شاداںؔ تخلص کرتے تھے۔بہت سے ایسے شاعر بھی ہیں جو کوئی تخلص اختیار نہیں کرتے یا کرتے بھی ہیں تو اس کو شاذ و نادر ہی استعمال کرتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ شعر گوئی میں کوئی ایسا قاعدہ یا اُصول نہیں ہے جو شاعر کو تخلص رکھنے پر مجبور کرے۔

اُردو اور فارسی میں ایک اور دستور عام ہے کہ شاعر اپنے تخلص کے ساتھ اپنے وطن مالوف کا سابقہ بھی لگا دیتے ہیں جیسے سعدیؔ شیرازی، نظیریؔ نیشاپوری، جگرؔ مرادآبادی، جوشؔ ملیح آبادی، احمقؔ پھپھوندوی وغیرہ۔ اس دستور میں ایک قباحت یہ ہے کہ کچھ وقت گذرنے کے بعد لوگوں کو شاعر کا اصل نام معلوم کرنا مشکل ہو جاتا

ہے۔ کتنے لوگ جانتے ہیں کہ سیماب اکبرآبادی کا نام عاشق حسین تھا یا شبیر حسن خاں دراصل جوش ملیح آبادی کا اصل نام تھا؟

2.3: عروض کی بنیادی باتیں

یہاں تک جو باتیں ہوئیں اُن سے کم وبیش سبھی واقف ہیں۔ ہمیں ان مضامین میں اصل بحث عروض اور اس کی تفصیلات سے ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے چند مزید بنیادی اصطلاحیں ذہن نشین کر لینی ضروری ہیں مثلاً وزن، بحر، افاعیل، تقطیع، زحاف وغیرہ۔ انھیں ہم جستہ جستہ آسان مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کریں گے۔

2.3.1: آوازوں کی ادائیگی کے نظام

(الف) یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ زبانیں مختلف آوازوں سے مل کر بنتی ہیں۔ ان آوازوں کو ادا کرنے کے دو طریقے ممکن ہیں:

(۱) آوازیں اس طرح سے ادا کی جائیں کہ بعض آوازیں :لمبی: معلوم ہوں اور بعض چھوٹی: سنائی دیں۔ آوازوں کی ادائیگی کے اس نظام کو: مقداری:quantitative نظام کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں آوازیں اپنی لمبائی (مقدار) کی بنیاد پر جانچی جاتی ہیں۔

(۲) آوازیں اس طرح سے ادا کی جائیں کہ بعض آوازوں میں زبان کا زیادہ: زور: صرف ہو اور بعض میں نسبتاً کم۔ آوازوں کی ادائیگی کے اس نظام کو :اقداری: qualitative نظام کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں آوازیں اپنی :قدر: (قیمت، زور) کی بنیاد پر جانچی جاتی ہیں۔

اُردو زبان پہلے گروہ سے تعلق رکھتی ہے یعنی اس کا نظام مقداری quantitative ہے اور اس کے تمام الفاظ ایسے ہیں کہ وہ چھوٹی اور بڑی آوازوں کے مختلف گروہوں یا نمونوں سے بخوبی ادا ہو سکتے ہیں۔

(۱) : چھوٹی: آواز سے ایسی آواز مراد ہے جس کی ادائیگی میں صرف ایک حرف کی آواز سنائی دیتی ہے۔

(۲) :لمبی: آواز سے ایسی آواز مراد ہے جس کی ادائیگی میں دو (۲) حروف کی آواز سنائی دیتی ہے۔

(ب) چھوٹی اور لمبی آوازوں کے اس فرق کے سمجھنے کے لئے لفظ :شدید: کو لیجئے۔ اس کے ہجے ہیں :شَ زبر، دِ زیر، ی، د ساکن: یعنی :ش: پر زبر ہے :د پر زیر ہے جو :ی: کے ساتھ مل کر :دی: کی آواز پیدا کرتی

ہے۔آخر میں :د: ساکن ہے یعنی اس کو زیر، زبر یا پیش سے کوئی حرکت نہیں دی گئی ہے۔ :شدید: کو زبان سے ادا کرنے میں پہلے زبر کے ساتھ ایک مختصر آواز :شَ: سنائی دیتی ہے۔اُس کے بعد دو حروف کی لمبی آواز :دِی: کانوں میں پڑتی ہے اور سب سے آخر میں :د: کی مختصر اور ساکن آواز آتی ہے۔ چنانچہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ لفظ :شدید: ایک چھوٹی (شَ)، ایک لمبی (دِی) اور پھر ایک چھوٹی آواز :د: سے مل کر بنا ہے۔

چھوٹی اور لمبی آوازوں کو ظاہر کرنے کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں:

(ا) اگر ہم چھوٹی آواز کو :s: سے اور لمبی آواز کو :l: سے ظاہر کریں تو :شدید: کی علامتی ترتیب یوں لکھی جاسکتی ہے : s-l-s

شَ	دِی	د
s	l	s

(۲) اگر ہم چھوٹی آواز کو نمبر 1 سے اور لمبی آواز کو نمبر 2 سے ظاہر کریں تو :شدید: کی علامتی ترتیب یوں لکھی جاسکتی ہے: 1-2-1

شَ	دِی	د
1	2	1

نیچے چند مثالیں دی جارہی ہیں جن میں s-l کو استعمال کیا گیا ہے۔آپ چاہیں تو مشق کی خاطر 1-2 کی گردان بھی کر لیں۔ان سب مثالوں میں انگریزی کے حروف کو بھی آپ اُردو کے طریقے پر دائیں سے بائیں ہی پڑھئے:

دیوانہ	دِی۔وا۔نہ	s-l-l
دیوانگی	دِی۔وا۔نَ۔گی	l-s-l-l
نُمائِش	نُ۔ما۔ئِش	l-l-s
شاعری	شا۔عِ۔رِی	l-s-l
کرم گستری	کَ۔رَم۔گُس۔تَ۔رِی	l-s-l-l-s

کچھ لوگ الفاظ کے اِن ٹکڑوں کو سالمہ یا مصوتہ syllable کہتے ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے۔ اوپر دئے ہوئے لفظ :شدید: کو ہی لیجئے۔ اس کی علامتی ادائیگی کے لئے تین حروف استعمال کئے گئے ہیں (s-l-s) جیسے :شدید: میں تین سالمے ہوں۔ لیکن اس کی ادائیگی میں دو سالمے (syllables) ہی سنائی دیتے ہیں (شَ ،دی) جبکہ آخر میں :د: کی ساکن آواز کان میں پڑتی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ :شدید: میں تین سالمے ہیں صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ ایسے ٹکڑوں کو سالموں سے مشابہ ایک شکل شاید کہا جاسکتا ہے۔

(پ) اب اسی عمل کو ایک مصرع پر کر کے دیکھتے ہیں اور آسانی کی خاطر صرف s-l ہی استعمال کریں گے۔ آپ چاہیں تو 2-1 کی گردان خود ہی کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر صفی لکھنوی کا یہ مصرع دیکھئے:

ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

اگر آپ شعر کہتے ہیں یا شعر کا :اندرونی شعور: رکھتے ہیں تو آپ کو یہ آسانی سے نظر آجائے گا کہ ہم اس شعر کو درج ذیل چار ٹکڑوں میں تقسیم کر سکتے ہیں اور پھر انھیں s-l کی گردان میں لکھ بھی سکتے ہیں:

ہمیں سو	گئے دا	ستاں کہ	تے کہتے
ہ ،مِیں ،سو	گ ،ئے ،دا	س ،تاں ،کہ	تے ،کہتے
l-l-s	l-l-s	l-l-s	l-l-s

یہاں ہم اس نکتہ سے بحث نہیں کریں گے کہ چوتھے ٹکڑے میں :تے: کو s سے کیوں ظاہر کیا گیا ہے جب کہ اس کی عام آواز :لمبی: ہوتی ہے۔ اس عروضی نکتہ کی وضاحت آگے آئے گی۔ یہاں آپ اس کو اسی صورت میں تسلیم کر لیجئے جس میں لکھا گیا ہے۔

2.3.2: وزن، بحر، تقطیع پر ابتدائی گفتگو

اس مرحلہ پر ہم :وزن، بحر، تقطیع: پر ابتدائی گفتگو شروع کر سکتے ہیں۔ مزید تفصیل آئندہ دی جائے گی۔

(الف) وزن : اگر کسی لفظ کی آوازوں کی ترتیب کو (یعنی اس کی ادائیگی کو) علامات کے کسی نظام میں ظاہر کیا جائے تو اِس ترتیب یا نقشہ کو اس لفظ کا :وزن: کہتے ہیں۔ مثلاً اوپر دئے ہوئے تجزیہ کے پیش نظر

:شدید: کا وزن s-l-s ہے۔اسی طرح :نمائش: کا وزن l-l-s ہے اور :کرم گستری: کا وزن l-s-l-l-s کہا جائے گا۔

(ب) بحر :اسی طرح اگر ایک پورے مصرع یا شعر کی آوازوں یا ادائیگی کی ترتیب کو علامات سے ظاہر کیا جائے تو اس مجموعی وزن کو مصرع یا شعر کی :بحر: کہتے ہیں۔مثال کے طور پر:

ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

کا وزن یوں لکھا جائے گا: l-l-s; l-l-s; l-l-s; l-l-s

(پ) تقطیع : لفظ تقطیع کے لغوی معنی :ٹکڑے کرنا: ہیں۔اس مناسبت سے کسی مصرع یا شعر کے ٹکڑے کرنے کے بعد اس کے :علامتی اظہار کے عمل: کو مصرع یا شعر کی :تقطیع کرنا: کہتے ہیں۔تقطیع کی گفتگو کافی تفصیل طلب ہے اور اس کو آئندہ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(باقی دیکھئے سبق۔۳ میں)

☆☆☆☆☆☆☆